تیرہواں سالِ نبوت

موسمِ حج میں یثرب سے ۷۲ افراد کی آمد اور بیعت عقبہ ثانیہ کا انعقاد

تیرہواں سالِ نبوت: ۲۶؍ جولائی ۶۲۱ء بروز اتوار سے ۱۵؍ جولائی ۶۲۲ء بروز جمعرات تک		
۹۱واں باب: سردارانِ قریش سے خطاب	۱۷۷	سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل
۹۲واں باب: سیرت کے عناصر	۱۸۵	سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل؛ جاری
۹۳واں باب: قریش کی شکست کا آغاز	۱۹۵	سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل؛ جاری
۹۴واں باب: صالح علیہ السلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں مماثلت	۲۲۳	
۹۵واں باب: سرگزشتِ تخلیقِ آدم علیہ السلام	۲۴۷	سُوْرَةُ الْاَعْرَاف
۹۶واں باب: قریش کو عذاب کی دھمکی	۲۶۷	سُوْرَةُ الْاَعْرَاف؛ جاری
۹۷واں باب: وادی نیل میں کشمکش حق و باطل	۲۷۹	سُوْرَةُ الْاَعْرَاف؛ جاری

جس شہر میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، یہ برس اُس شہر میں اُن کی حیاتِ طیبہ مبارکہ کا آخری برس ہے۔ اس سال کے آخری مہینے ذی الحج [۱۷ جون تا ۱۵ جولائی ۶۲۲ء] میں یثرب سے ۷۲ نو مسلم آئے اور اُنھوں نے کہا کہ آپؐ ہمارے شہر آیے، ہم آپؐ پر فدا ہو جائیں گے، جس طرح اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہیں اِس طرح آپؐ کی حفاظت کریں گے، آپ کی خاطر اپنے جوانوں کو قتل، اپنی عورتوں کو بیوہ، اپنے بچوں کو یتیم اور سارے عرب سے دشمنی کو مول لیں گے، اللہ کے رسول آپؐ ہمارے گھر آجائیں [اِن کو چھوڑ دیں جنھوں نے آپ کی ناقدری کی ہے] مگر یہ بتائیے کہ جب اللہ فتح دے دے اور آپؐ غالب آجائیں، تو کہیں ہمیں چھوڑ کر اپنے شہر واپس تو نہیں آجائیں گے؟ سرورِ عالم نے کہا کہ نہیں، میں تمھارا اور تم میرے ہو! پوچھا کہ آپؐ کے بعد حکومت کس کی ہوگی؟ کہا کہ جس کی اللہ چاہے گا، میں تم سے صرف جنت کا وعدہ کرتا ہوں!....... یہ عہد و پیمان تھا جسے بیعتِ عقبہ ثانیہ کہتے ہیں۔ یہ دوسری بیعت ذی الحج [۱۷ جون تا ۱۵ جولائی ۶۲۲ء] میں منعقد ہوئی، جس کی تفصیل اِن شاء اللہ، کتاب کی اگلی جلد [ہفتم] میں پیشِ خدمت ہوگی۔ اس صفحے کی پشت پر سن ۶۲۱ء کا کیلنڈر دیا گیا ہے، اِس کے نصف اوّل میں ۱۲واں سالِ نبوت جاری رہے گا، جس میں اسراء اور معراج کے علاوہ بیعتِ عقبہ اولیٰ منعقد ہوئی۔ نصف آخر میں ۱۳واں سالِ نبوت ہے، جو اہم قابل ذکر واقعات سے خالی ہے۔ تیرہویں سالِ نبوت کے آخری مہینے اگلے سال ۶۲۲ء میں آئیں گے، جن میں ۷۲ افراد کی بیعتِ عقبہ ثانیہ ہوگی۔

سنہ ۶۲۱ عیسوی کا کیلنڈر [یثرب کے ہر گلی کوچے اور ہر گھر میں اسلام کا چرچا ہو گیا]

	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	
جنوری				1 جمادی۲	2 ۲	3 ۳	4 ۴	5 ۵	6 ۶	7 ۷	8 ۸	9 ۹	10 ۱۰	11 ۱۱	12 ۱۲	13 ۱۳	14 ۱۴	15 ۱۵	16 ۱۶	17 ۱۷	18 ۱۸	19 ۱۹	20 ۲۰	21 ۲۱	22 ۲۲	23 ۲۳	24 ۲۴	25 ۲۵	26 ۲۶	27 ۲۷	28 ۲۸	29 ۲۹	30 رجب	31 ۲				جمادی۲
فروری							1 ۳	2 ۴	3 ۵	4 ۶	5 ۷	6 ۸	7 ۹	8 ۱۰	9 ۱۱	10 ۱۲	11 ۱۳	12 ۱۴	13 ۱۵	14 ۱۶	15 ۱۷	16 ۱۸	17 ۱۹	18 ۲۰	19 ۲۱	20 ۲۲	21 ۲۳	22 ۲۴	23 ۲۵	24 ۲۶	25 ۲۷	26 ۲۸	27 ۲۹	28 ۳۰				رجب
مارچ							1 شعبان	2 ۲	3 ۳	4 ۴	5 ۵	6 ۶	7 ۷	8 ۸	9 ۹	10 ۱۰	11 ۱۱	12 ۱۲	13 ۱۳	14 ۱۴	15 ۱۵	16 ۱۶	17 ۱۷	18 ۱۸	19 ۱۹	20 ۲۰	21 ۲۱	22 ۲۲	23 ۲۳	24 ۲۴	25 ۲۵	26 ۲۶	27 ۲۷	28 ۲۸	29 ۲۹	30 ۳۰	31 رمضا	شعبان
اپریل			1 ۲	2 ۳	3 ۴	4 ۵	5 ۶	6 ۷	7 ۸	8 ۹	9 ۱۰	10 ۱۱	11 ۱۲	12 ۱۳	13 ۱۴	14 ۱۵	15 ۱۶	16 ۱۷	17 ۱۸	18 ۱۹	19 ۲۰	20 ۲۱	21 ۲۲	22 ۲۳	23 ۲۴	24 ۲۵	25 ۲۶	26 ۲۷	27 ۲۸	28 ۲۹	29 شوال	30 ۲						رمضان
مئی					1 ۳	2 ۴	3 ۵	4 ۶	5 ۷	6 ۸	7 ۹	8 ۱۰	9 ۱۱	10 ۱۲	11 ۱۳	12 ۱۴	13 ۱۵	14 ۱۶	15 ۱۷	16 ۱۸	17 ۱۹	18 ۲۰	19 ۲۱	20 ۲۲	21 ۲۳	22 ۲۴	23 ۲۵	24 ۲۶	25 ۲۷	26 ۲۸	27 ۲۹	28 ۳۰	29 ذوالقعدہ	30 ۲	31 ۳			شوال
جون	1 ۴	2 ۵	3 ۶	4 ۷	5 ۸	6 ۹	7 ۱۰	8 ۱۱	9 ۱۲	10 ۱۳	11 ۱۴	12 ۱۵	13 ۱۶	14 ۱۷	15 ۱۸	16 ۱۹	17 ۲۰	18 ۲۱	19 ۲۲	20 ۲۳	21 ۲۴	22 ۲۵	23 ۲۶	24 ۲۷	25 ۲۸	26 ۲۹	27 ذی الحجہ	28 ۲	29 ۳	30 ۴								ذوالقعدہ
جولائی			1 ۵	2 ۶	3 ۷	4 ۸	5 ۹	6 ۱۰	7 ۱۱	8 ۱۲	9 ۱۳	10 ۱۴	11 ۱۵	12 ۱۶	13 ۱۷	14 ۱۸	15 ۱۹	16 ۲۰	17 ۲۱	18 ۲۲	19 ۲۳	20 ۲۴	21 ۲۵	22 ۲۶	23 ۲۷	24 ۲۸	25 ۲۹	26 محرم	27 ۲	28 ۳	29 ۴	30 ۵	31 ۶					ذی الحج
اگست						1 ۷	2 ۸	3 ۹	4 ۱۰	5 ۱۱	6 ۱۲	7 ۱۳	8 ۱۴	9 ۱۵	10 ۱۶	11 ۱۷	12 ۱۸	13 ۱۹	14 ۲۰	15 ۲۱	16 ۲۲	17 ۲۳	18 ۲۴	19 ۲۵	20 ۲۶	21 ۲۷	22 ۲۸	23 ۲۹	24 ۳۰	25 صفر	26 ۲	27 ۳	28 ۴	29 ۵	30 ۶	31 ۷		محرم
ستمبر		1 ۸	2 ۹	3 ۱۰	4 ۱۱	5 ۱۲	6 ۱۳	7 ۱۴	8 ۱۵	9 ۱۶	10 ۱۷	11 ۱۸	12 ۱۹	13 ۲۰	14 ۲۱	15 ۲۲	16 ۲۳	17 ۲۴	18 ۲۵	19 ۲۶	20 ۲۷	21 ۲۸	22 ۲۹	23 ربیع۱	24 ۲	25 ۳	26 ۴	27 ۵	28 ۶	29 ۷	30 ۸							صفر
اکتوبر				1 ۹	2 ۱۰	3 ۱۱	4 ۱۲	5 ۱۳	6 ۱۴	7 ۱۵	8 ۱۶	9 ۱۷	10 ۱۸	11 ۱۹	12 ۲۰	13 ۲۱	14 ۲۲	15 ۲۳	16 ۲۴	17 ۲۵	18 ۲۶	19 ۲۷	20 ۲۸	21 ۲۹	22 ۳۰	23 ربیع۲	24 ۲	25 ۳	26 ۴	27 ۵	28 ۶	29 ۷	30 ۸	31 ۹				ربیع۱
نومبر							1 ۱۰	2 ۱۱	3 ۱۲	4 ۱۳	5 ۱۴	6 ۱۵	7 ۱۶	8 ۱۷	9 ۱۸	10 ۱۹	11 ۲۰	12 ۲۱	13 ۲۲	14 ۲۳	15 ۲۴	16 ۲۵	17 ۲۶	18 ۲۷	19 ۲۸	20 ۲۹	21 جمادی۱	22 ۲	23 ۳	24 ۴	25 ۵	26 ۶	27 ۷	28 ۸	29 ۹	30 ۱۰		ربیع۲
دسمبر		1 ۱۱	2 ۱۲	3 ۱۳	4 ۱۴	5 ۱۵	6 ۱۶	7 ۱۷	8 ۱۸	9 ۱۹	10 ۲۰	11 ۲۱	12 ۲۲	13 ۲۳	14 ۲۴	15 ۲۵	16 ۲۶	17 ۲۷	18 ۲۸	19 ۲۹	20 ۳۰	21 جمادی۲	22 ۲	23 ۳	24 ۴	25 ۵	26 ۶	27 ۷	28 ۸	29 ۹	30 ۱۰	31 ۱۱						جمادی۱

اوپر سنہ ۶۲۱ء کا جولین کیلنڈر دیا گیا ہے۔ اس برس کے ابتدائی سات ماہ ۱۲ ویں سالِ نبوت کے ہیں، رمضان [اپریل] میں کسی رات نبی ﷺ بیت المقدس لے جائے گئے اور پھر آپ ﷺ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ اسی برس ذی الحج [۲۷ جون تا ۲۵ جولائی] کے دوران کسی روز یثرب سے آئے بارہ [۱۲] افراد نے آپ سے عرفات اور منٰی کے درمیان عقبہ نامی ایک گھاٹی میں آپ ﷺ سے بیعت [عقبہ اولیٰ] کی تھی۔ ۲۶ جولائی ۶۲۱ء سے ۱۳ واں سالِ نبوت شروع ہوتا ہے، جس کے باقی ایّام ۶۲۲ء میں آئیں گے اور اُس میں بیعت عقبہ ثانیہ ہو گی اور مکہ کو الوداع کہہ دیا جائے گا۔

کیلنڈر کو دیکھنے کی رہ نمائی: ہر سطر جنوری تا دسمبر ایک ماہ کی نمائندہ ہے۔ یوں بارہ سطروں میں، بارہ مہینوں کی جولین تواریخ دی گئی ہیں۔ شمسی تاریخیں آپ انگلش میں تحریر ہندسوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ جدول کے بالکل دائیں جانب قمری مہینوں کے نام ہیں۔ ہر خانے میں نیچے کی جانب قمری تاریخیں اردو میں دی گئی ہیں۔ ہر مہینے کی پہلی تاریخ والے خانے میں قمری مہینے کا نام درج ہے۔

۹۴واں باب

ایک جاہلی معاشرے میں

صالح علیہ السلام اور نبی ﷺ کو پیش آمدہ حالات میں مماثلت

۲۲۴ نبی ﷺ کا اپنی قوم کو صالح ﷺ کے واقعات سنانے کا آغاز

۲۲۵ نبوت کے چوتھے برس میں قومِ ثمود کا مزید تذکرہ

۲۲۶ نبوت کے پانچویں برس میں قومِ ثمود کا تذکرہ

۲۲۸ نبوت کے چھٹے برس میں قومِ ثمود کا تذکرہ

۲۳۱ دعوت کے نتیجے میں کیسی کش مکش بپا ہوتی ہے؟

۲۳۴ آٹھویں برس سُوْرَۃُ الْقَمَرِ میں ثمود کا پھر تذکرہ

۲۳۶ گیارہویں برس وعیدوں کے ساتھ ثمود کے انجام سے انذار

۲۴۱ بارہویں برس میں أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ کے واقعات

۹۴واں باب

ایک جاہلی معاشرے میں

صالح علیہ السلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آمدہ حالات میں مماثلت

مکہ میں دعوتی ترتیب پر قرآن مجید میں مذکور انبیاء کے واقعات

مکی زندگی اپنے اختتام کی جانب بڑھ رہی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکے میں قیام کے یہ آخری ۱۰/۱۱ مہینے ہیں۔ گزشتہ ۱۲ سال سے زائد کے عرصے میں ۸۵ مکمل سورتیں نازل ہو چکی ہیں، آنے والے دنوں میں مزید چھ سورتیں [سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف ، سُوْرَۃُ النَّحْل، سُوْرَۃُ یُوْسُف، سُوْرَۃُ الْاَنْعَام، سُوْرَۃُ الْبَیِّنَۃ اور سُوْرَۃُ الْحَجّ] نازل ہو کر مکی سورتوں کی تکمیل کر دیں گی۔اس سارے عرصے میں قرآن میں مذکور کم و بیش تمام انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ آچکا ہے اور بہت کم باقی ہے جو آنے والے مدنی دور میں آئے گا۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ مکہ میں اُن حالات، اعتراضات اور سوالات سے سابقہ تھا، جن سے بیشتر انبیاء علیہم السلام کو سابقہ پیش آیا، چناچہ قرآن مجید نے وہ واقعات سنا کر اللہ کی قدیم سنّت کا اظہار کیا۔ایک کامل اسلامی معاشرہ اور مملکت کے انتظام و قوانین اور اُس کے بیرونی دشمنانِ سلطنت کے ساتھ جنگوں اور معاہدوں کے علاوہ سلطنت کے اندرونی منافقین سے نبٹنا ایسے معاملات تھے جن سے سابقہ انبیاء کو شاذ و نادر ہی، نہ ہونے کے برابر ہی سابقہ پیش آیا، بلکہ کہا جائے کہ نہیں پیش آیا تو صحیح ہے، اس لیے مدنی زندگی میں انبیاء علیہم السلام کے حالات مثال کے طور پر بیان نہیں ہوئے ہیں، اِلّا ماشاءاللہ۔ مکی زندگی پر گفتگو ختم کرتے ہوئے قرآن مجید میں مذکور تمام انبیاء کی زندگیوں کا نزولی ترتیب میں ایک اجمالی خاکہ ہم پیش کرتے رہیں گے، یہ غور فکر کے نئے زاویوں کے ساتھ، دعوت کے دوران انبیاء کی سنّت کو سمجھنے میں مددگار ہو گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قوم کو صالح صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات سنانے کا آغاز

اہلِ مکہ کے اشعار میں قریب کے علاقے میں ثمود کے برباد شدہ تمدن کا ذکر ملتا ہے، وہ ثمود کی تاریخ سے خوب واقف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے واقعات سے اہلِ مکہ کو عبرت

دلائی۔ نبوت کے چوتھے سال کے آغاز سے دعوتِ عام کا آغاز ہوا۔ ابتدا میں سردارانِ مکہ نے اسے قابل اِعتنا نہ سمجھا اور ہنسی مذاق میں ٹالتے رہے۔ اس پورے سال نبی ﷺ ممکنہ حد تک سر گرمی سے لوگوں کو عقیدہ آخرت اور احوالِ قیامت سے آگاہ اور اُس کی تیاری پر آمادہ کرتے رہے۔ جوں جوں وقت گزرا، سردارانِ قریش کے تیور بگڑ گئے، جس چیز کو ہنس کر ٹال رہے تھے، نبی ﷺ کی سر گرمی اور مکے کے نوجوانوں میں توحید کی مقبولیت نے اُن کے لیے اُسے ایک ڈراؤنی حقیقت بنا کر سامنے رکھ دیا۔ حج کا موقع سر پر تھا، اُنھیں اس بات کا خوف تھا کہ اگر یہ بات پورے عرب کے حجاج میں پھیل گئی اور اُن بتوں سے لوگ بے زار ہو گئے تو اُن کا کعبے میں بتوں کو سجا کر جاری دین فروشی کا کاروبار ٹھپ ہو جائے گا، اُن کی معیشت ماری جائے گی، چناں چہ اُن کے غضب و مخالفت میں ایک دم تیزی آگئی، اس موقع پر سُوْرَۃُ الْحَاۗقَّۃ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مخاطبین کو بتایا کہ تمھاری طرح جھٹلانے والی قوم ثمود کا کیا انجام ہوا تھا، جسے تم خوب جانتے ہو: [دیکھیے کاروان جلد ۲: صفحہ ۶۷]

سُوْرَۃُ الْحَاۗقَّۃ آیات ۴تا۵

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ﴿۴﴾ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ قومِ ثمود اور قومِ عاد نے اُس اچانک ٹوٹ پڑنے والی آفت،

یعنی طے شدہ ہو کر رہنے والی بات کو جھٹلایا تو ثمود تو ایک سخت ہلا دینے والے حادثہ سے ہلاک کیے گئے۔......... سُوْرَۃُ الْحَاۗقَّۃ: ۴-۵

نبوت کے چوتھے برس میں قومِ ثمود کا مزید تذکرہ

ثمود کے بارے میں آپؐ پر نازل ہونے والی یہ پہلی معلومات تھیں۔ یہ چوتھے برس میں نازل ہونے والی، بااعتبارِ ترتیبِ نزولی ۳۰ ویں سورۃ: سُوْرَۃُ الْحَاۗقَّۃ تھی جو مصحف میں ۶۹ ویں نمبر شمار پر ہے۔ اسی سال کے آخر میں قومِ ثمود کا ذکر عادِ ثانی کے حوالے سے آیا۔ ثمود کو عادِ ثانی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ شرک کی پاداش میں عذابِ الٰہی سے برباد ہو جانے والی قومِ عاد کے بعد سرزمین پر بسائے گئے تھے۔ اس سورۃ میں بھی قریش کو یاد دلایا گیا کہ تم کو اپنی معیشت اپنے تمدن اپنی شاعری اور مذہبی ٹھیکے داری پر ناز ہے تو تم سے بڑھ کر ترقی یافتہ اور فنون میں ماہر قوم، قومِ عاد جو اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَاد کہلاتی تھی، اللہ کی نافرمانی اور رسولوں کی اطاعت کے انکار کے جرم میں ہلاک کی جا چکی ہے، تم اُس کے انجام سے عبرت پکڑو، اُن کی شان اور تمدن کے مقابلے میں تم کیا ہو، چہ پدی، چہ پدی کا شوربا!

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿٦﴾ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿٧﴾ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿٨﴾ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿٩﴾

تمھارے رب نے کیا حال کیا اور کیا انجام کیا اُونچے ستونوں والے عادِ اِرم کا، جن کی مانند کوئی بلند قوم دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی تھی، ارے اپنی قریب کی تاریخ سے تم نے کوئی سبق نہیں لیا؟ اور کیا حال کیا اور کیا انجام کیا ثمود کے لوگوں کا جو صناعی اور آرٹ کے میدان میں بہت آگے نکل گئے تھے وادیوں میں چٹانیں تراش کر عمارات تعمیر کرتے تھے... سُوْرَۃُ الْفَجْر مفہوم آیات:٦-٩

ثمود کے بارے میں رسولِ اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی یہ دوسری وحی تھی۔ یہ بھی چوتھے برس میں مگر بالکل آخر میں نازل ہونے والی، بااعتبارِ ترتیبِ نزولی ۴۲ ویں سورۃ؛ سُوْرَۃُ الْفَجْر میں تھی، جو مصحف میں ۸۹ویں شمار پر ہے۔

نبوت کے پانچویں برس میں قومِ ثمود کا تذکرہ

محمد ﷺ کی نبوت کے پانچویں برس کے اوائل میں جب اہلِ ایمان پر ظلم و ستم کی چکی اپنے جوبن پر تھی سُوْرَۃُ الشَّمْس میں ظلم کے مارے اہلِ ایمان کی تسکین کے لیے اور غرور کے مارے متکبر سرداروں کا غرور توڑنے کے لیے یاد دلایا گیا کہ جیسا کہ منظر نامہ آج مکے میں نظر آرہا ہے کچھ ویسا ہی منظر نامہ ثمود کا بھی تھا، وہاں بھی اللہ کا رسول [صالح علیہ السلام] اُنھیں ایک الٰہِ واحد کی بندگی کے لیے پکار رہا تھا اور قوم کے شقی القلب اور بد قماش جو اقتدار اور وسائل پر قابض تھے وہ اُس کا مذاق اُڑا رہے تھے۔ قوم کے درمیان جو سب سے بُرے لوگ تھے وہی اُس کے رہ نُما اور لیڈر بنے ہوئے تھے، تاریخ کے اکثر و بیش تر ادوار میں ایسا ہی ہوا ہے۔ اِن حالات میں، قومِ ثمود نے صالح علیہ السلام سے سامنے کی پہاڑی کو پھاڑ کر اونٹنی نکالنے کے معجزے کا مطالبہ کیا، اونٹنی نکل آئی، اللہ کی ہدایت کے مطابق اللہ کے رسول نے اس کو تنگ کرنے سے منع کر دیا۔ اُنھوں نے اونٹنی کی کونچیں [پیر کی ایڑی کے اوپر کی رگیں] کاٹ کر مار دیا اور اللہ کے رسول کی وعید پر یقین نہ کیا۔ رسول کو جھٹلانے کے صلے میں اللہ کا غضب ثمود پر نازل ہوا اور اللہ نے ان کو نیست و نابود کر دیا، اور وہ بے پرواہے۔ یہ بات یہاں معلوم

ہونی چاہیے کہ قرآن نے بائبل کی کتابِ پیدائش کے ان بیانات کی بھی تردید کردی ہے جن میں یہ ذکر ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض فیصلوں پر ملول ہوا۔ یہاں پر یہ جیتا جاگتا، ڈراتا سہماتا قصہ مشرکین مکہ کے سامنے یہ سوال چھوڑ کر ختم ہو جاتا ہے کہ کیا تم بھی اُس جبار و قہار مالک الملک کے ہاتھوں بے نام ونشاں ہونا چاہتے ہو، آخرت کا عذاب اس کے ماسوا ہے! [دیکھیے کاروان ۲: ۱۹۲]

سُوْرَۃُ الشَّمْس آیات ۱۱ تا ۱۵

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ﴿۱۱﴾ إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا ﴿۱۲﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا ﴿۱۳﴾ فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوَّاهَا ﴿۱۴﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ﴿۱۵﴾

قومِ ثمود نے اپنی نافرمانی پر آمادہ سرکش طبیعت کی بنا پر رسول کو جھٹلایا۔ باوجود منع کرنے کے، کہ اللہ کی نشانی اس اونٹنی کو کوئی گزند نہ پہنچائے، اُس قوم کا سب سے زیادہ خراب اور شقی آدمی اونٹنی کو مارنے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اللہ کے رسُول نے اپنی قوم کو خبردار کیا کہ اللہ کی اس علامت کو بُرے ارادے سے چھونا تک نہیں اور اُس کے پانی پینے میں رکاوٹ نہ بنو۔ مگر انھوں نے اُس کو جھٹلایا اور اُونٹنی کے پیر کی نسیں کاٹ کر اُسے ہلاک کر دیا۔ انجامِ کار اللہ نے اُن کی نافرمانی کی پاداش میں ان پر اپنا عذاب الٹ دیا اور سب کو ملیا میٹ کر دیا، اور اللہ کو کسی سے انتقام کا کوئی خوف نہیں ہے......سُوْرَۃُ الشَّمْس: ۱۱ تا ۱۵

سُوْرَۃُ النَّجْم میں ثمود کا سرسری ساذکر

پانچواں برس گزرتے ہوئے قریش کے مشرک سرداروں کو ایک زبردست چوٹ لگا گیا، ایک جانب مسلمانوں کی ایک معتد بہ تعداد حبشہ ہجرت کر گئی اور اُنھیں وہاں سکون واطمینان میسر آ گیا، قریش کی کوششوں اور سفارت کاری کے باوجود حبشہ کی حکومت نے اُن کو واپس کرنے سے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ اُن کے آرام و سکون سے قیام کے لیے مختلف آسانیاں بھی مہیا کر دیں۔ دوسری جانب وہ لونڈی غلام جو اسلام قبول کرنے کے باعث ستائے جارہے تھے، سیّدنا ابو بکرؓ نے خرید کر آزاد کر دیے اور وہ اپنے مالکان کے جسمانی تشدد کے دائرے سے باہر نکل آئے۔ جاتے جاتے پانچواں سال سردارانِ قریش کو ایک اور کاری ضرب لگانے کے لیے تیار ہے، جس کا تذکرہ اپنے مقام پر ہوگا، ابھی یہ بات زیرِ گفتگو ہے کہ اس برس رمضان میں نازل ہونے والی سُوْرَۃُ النَّجْم میں بھی ثمود کا سرسری

ساذ کر آیا: وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ۟الْاُوْلٰی ۟ۙ وَ ثَمُوْدَا۟ فَمَاۤ اَبْقٰی ۟ۙ ﴿۵۱﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰی ۟ؕ ﴿۵۲﴾ اور اُسی اللہ نے عادِ اوّل کو ہلاک کیا، اور ثمود کو بھی مٹایا ایسا کہ ان میں سے کسی کو بھی باقی نہ چھوڑا۔

یہ وہی سورۃ ہے جس کو سن کر حرم میں موجود سارے مشرک سردارانِ قریش نبی ﷺ کے ساتھ اللہ کے آگے سجدے میں گر گئے تھے۔ یہاں بھی اُنھیں ڈرایا جا رہا تھا کہ اپنی سرکشی سے باز آ جاؤ، ورنہ اس طرح مٹا دیے جاؤ گے کہ کوئی بھی ماتم کے لیے باقی نہ چھوڑا جائے گا!

نبوت کے چھٹے برس میں قومِ ثمود کا تذکرہ

حمزہ رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے، یوں پانچواں برس نظام کفر میں ہل چل مچا کر آگے بڑھ گیا اور چھٹے برس کے اوّلین دنوں میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی ایمان لے آئے، یوں اسلام ایک محسوس قوت بن گیا۔ اسی برس اوائل ہی میں نازل ہونے والی، بااعتبارِ ترتیبِ نزولی ۶۸ ویں سورۃ؛ حٰمٓ السَّجْدَۃ پھر ثمود کا تذکرہ کرتی ہے۔ بالکل ایسا لگتا ہے کہ گویا نبی ﷺ کے مخاطبین، قریش کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ قریش کو بھی سمجھا رہے ہیں اور رہتی دنیا تک آنے والے تمام انسانوں کو بھی: [دیکھیے کاروان ۴: ۴۳]

سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ [آیات ۱۷ تا ۱۸]

وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَأَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ [۱۷] وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ [۱۸]

اور ثمود کا معاملہ یہ ہے کہ ہم نے اُن کی بصارت کو سیدھی راہ کی جانب ہدایت دی، مگر انھوں نے نابینا بننا پسند کیا۔ انجام کار نافرمانی کی بدولت ذِلّت کے کڑک دار عذاب نے آ دبوچا۔ اور ہم نے اہلِ ایمان کو جو گم راہی و بد عملی سے پرہیز کرنے والے تھے نجات دی .... سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ: ۱۷ تا ۱۸

یہاں ایک بات خاص نوٹ کرنے کی ہے وہ یہ کہ اہلِ ایمان کی نجات کو صرف ایمان پر نہیں بلکہ تقوے اور پرہیزگاری سے بھی مشروط کیا ہے۔ اہلِ ایمان کی کام یابی کے لیے، آخرت ہی میں نہیں

دنیا میں سرفرازی کے لیے بھی ایمان کے ساتھ تقویٰ اور اعمالِ صالحہ ہمیشہ لازم و ملزوم رہے ہیں۔

چھٹے برس کے وسط میں نازل ہونے والی، با اعتبارِ ترتیبِ نزولی ۴۷ ویں سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ (۲۶: ۱۴۱ تا ۱۵۸) میں ثمود کا تذکرہ، اب ذرا تفصیل سے آیا ہے۔ دعوت اور قوم کے جواب اور پھر انکار کے جرم میں عذاب کی تفصیل کے ساتھ وضاحت کے ساتھ چار باتیں رکھی جارہی ہیں:

۱. تبلیغِ دین اور دینی امور پر اجر صرف اللہ کے پاس ہے: پہلی بات یہ کہ داعیانِ دین، اللہ کے نبی اپنی خیر خواہی پر اور دین کے کاموں پر کسی اجرت یا کسی صلے کے طالب نہیں ہوتے۔ ہر نبی نے ببانگ دہل لوگوں سے یہی کہا ہے کہ میں تم سے کسی اجرت کا طلب گار نہیں ہوں، میرا اجر تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔ قریش چوں کہ کعبے کے متولی بن کر بیٹھے تھے اور وہاں آنے والے نذرانے اور قربانیاں اُن کی معاشی ضروریات پوری کرتی تھیں تو اُن کا خیال تھا کہ شاید محمد ﷺ کو بھی دولت درکار ہے، اسی لیے اُنھوں نے کئی مرتبہ آپ کو دولت اور سرداری پیش کی لیکن آپؐ نہ اقتدار کے بھوکے تھے اور نہ ہی دولت کے، آپؐ نے ایک نگاہِ غلط انداز بھی اِن چیزوں پر نہ ڈالی۔ قرآن یہی بات صالح علیہ السلام کے لیے بیان کررہا ہے کہ انھوں نے برملا کہہ دیا کہ: وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ۔ جب کبھی بھی دین کا کام داعیان کے لیے اقتدار و دولت کے مطالبوں کے ساتھ ہوگا، اُن کا اخلاص مشتبہ ہو جائے گا، اس معاملے میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔

۲. دنیا کا عیش چند روزہ ہے: دوسری بات مغرور و متکبر سرداروں کے لیے کہ اے قریش کے نادان سردارو، یہ دنیا اور اُس کی رنگینیاں اور عیش ہمیشہ نہیں رہیں گے! ہوش کے ناخن لو، ثمود سے اللہ کے نبی صالح علیہ السلام نے یہی کہا تھا، اُن کی سمجھ میں نہیں آیا تو اللہ نے اُن کو عذاب بھیج کر برباد کردیا۔

۳. مفسد و ظالم مقتدر طبقوں کی اطاعت کا انکار لازمی ہے: دبے ہوئے اور کچلے ہوئے عوام سے صالح علیہ السلام نے کہا کہ اللہ سے ڈرو، میری اطاعت کرو اور فرماں برداری اختیار کرو، اِن ظالم اقتدار اور وسائل و دولت پر قابض، فسادی سرداروں اور تمدن کے ٹھیکے داروں پر دو حرف بھیج دو،

ہر گز اِن کی اطاعت نہ کرو، کہا: فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ﴿١٥١﴾ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿١٥٢﴾ اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔ اللہ کے باغی نفس کے اُن بے لگام بندوں کی اطاعت نہ کرو جو زمین میں فساد برپا کر رہے ہیں اور کوئی اصلاح نہیں کرتے۔ یہ وہ بات ہے جسے نبیوں کے منہ سے سن کر ہر دور میں صاحبانِ اقتدار کے سینوں میں آگ بھڑکتی تھی، یہی بات نبی ﷺ کہہ رہے تھے اور سردارانِ قریش اپنا غصہ چھپائے نہ چھپا پاتے تھے۔

۴. **مشرکین ہمیشہ نبی کو جادو کے زیرِ اثر گمان کرتے ہیں:** جب بھی کسی دور میں بھی نبی آئے تو مشرکین نے یہی الزام لگایا کہ یا تو یہ خود سحر زدہ ہے کسی نے اس پر جادو کر دیا ہے یا پھر یہ خود جادوگر ہے قَالُوٓا إِنَّمَآ أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿ سُوْرَةُ الشُّعَرَآء، ١٥٣﴾۔ یہی الزام صالح علیہ السلام پر اُن کی قوم کے سرداروں نے لگایا، نادان یہ جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ کے نبی محفوظ مامون ہوتے ہیں، نہ اُن پر جادو ہو سکتا ہے اور نہ ہی وہ یہ کفریہ کام کرتے ہیں۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَآء: ١٤١ تا ١٥٨

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٤١﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٤٢﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٤٤﴾

قومِ عاد کی طرح قومِ ثمود نے بھی رسُولوں کو جھٹلایا تھا۔ جب ان کی قوم ہی کے ایک فرد، اُن کے بھائی صالحؑ نے اُنھیں آگاہ کیا: کیا تم اللہ سے اپنی بغاوت اور اپنے شرک و کفر و نافرمانی پر اپنے انجام سے ڈرتے نہیں؟ میں تمھارے لیے ایک رسُولِ امین ہوں۔ لٰہذا تم اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔ سُوْرَةُ الشُّعَرَآء، مفہوم آیات ١٤١ تا ١٤٤

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٤٥﴾

میں اس فریضہ تبلیغ و رسالت کی انجام دہی پر تم سے کسی اجرت یا معاوضے کا تو طالب نہیں ہوں۔ میرے اس کام کا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ سُوْرَةُ الشُّعَرَآء، مفہوم آیت ١٤٥

أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ﴿١٤٦﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٤٧﴾ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ﴿١٥١﴾ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ

فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿۱۵۲﴾

کیا تم اُن ہی نعمتوں کے درمیان، جو یہاں ہیں، بس یوں ہی امن سے رہنے دیے جاؤ گے؟ ان باغوں اور چشموں میں؟ اِن کھیتیوں اور ثمر بار خوشوں والے کھجوروں کے نخلستانوں میں؟ کیا تم ہمیشہ پہاڑوں کو تراش خراش کر فخریہ اُن میں گھر اور عمارتیں بناتے رہو گے! اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔ اللہ کے باغی نفس کے اُن بے لگام بندوں کی اطاعت نہ کرو جو زمین میں فساد برپا کر رہے ہیں اور کوئی اصلاح نہیں کرتے۔ وہ بولے: تم تو بس جادو کے مارے آدمی لگتے ہو۔ ....سُوْرَۃُ الشُّعَرَآءِ، مفہوم آیات ۱۴۶تا۱۵۲

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿۱۵۳﴾ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هَذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ﴿۱۵۷﴾ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۵۸﴾

یہ کیا نبوت کے دعوے ہیں ___ تم تو بس ہمارے ہی جیسے ایک انسان ہو! لے آؤ، کوئی نشانی اگر تم سچے ہو۔ صالحؑ نے کہا: یہ ایک اونٹنی، اللہ کی نشانی ہے۔ ایک دن اس کے پانی پینے کی باری ہے اور ایک دن تم سب کے لیے پانی لینے کا ہے۔ اس کو ہر گز کوئی نقصان نہ پہنچانا، ورنہ ایک ہول ناک دن کا عذاب تم کو آ پکڑے گا۔ مگر انھوں نے اُس اللہ کی نشانی، اُس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں تو آخر کار پچھتانا پڑا اور عذاب نے انھیں آ دبوچا۔ بے شک قومِ ثمود کی روش اور اُس کے انجام میں بڑا سامانِ عبرت ہے، مگر اے محمدؐ! تمھارے مقابل سردارانِ قریش میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں۔ اور بے شک تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔...سُوْرَۃُ الشُّعَرَآءِ، مفہوم آیات ۱۵۴تا۱۵۸

[دیکھیے کاروان ۴:۱۹۰]

دعوت کے نتیجے میں کیسی کش مکش برپا ہوتی ہے؟

اسی چھٹے برس کے آخری دنوں میں نازل ہونے والے قرآن میں تیسری مرتبہ پھر صالح علیہ السلام اور آپ کی قوم کا تذکرہ سُوْرَۃُ النَّمْل (۲۷:۴۵ تا ۵۳) میں آیا یہ سورۃ باعتبارِ ترتیبِ نزولی ۷۵ ویں سورۃ ہے اس میں ثمود کا تذکرہ بالکل ایک دوسرے پہلو سے ہے، واقعات اور دعوت کو نہیں بلکہ دعوت

کے نتیجے میں جو کش مکش بپا ہوتی ہے اُس کی کیفیت اور مخالفین کی سوچ کا پتا چلتا ہے۔ پہلے آیہ مبارکہ کا مطالعہ کر لیں پھر ایک مختصر گفتگو ہو سکے گی۔

سُوْرَۃُ النَّمْل (۲۷:۴۵ تا ۵۳)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يَا قَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۴۶﴾ اے قریش کے سردارو! اے اہلِ مکہ، مملکتِ سبا کے لوگوں کے ایمان لانے کی سرگزشت کے بعد اب ذرا قومِ ثمود کا واقعہ بھی سنو۔ اور ثمود کی طرف ہم نے اُن کے بھائی صالحؑ کو اس پیغام کے ساتھ بھیجا: لوگو! اللہ کی بندگی کرو۔ تو قوم یکایک دو فریقوں میں تقسیم ہو کر جھگڑنے لگی، اور انکاری کہنے لگے: اے صالح! وہ عذاب تو لا کر دکھاؤ جس کی دھمکی دیتے ہو۔ صالحؑ نے جواب دیا: اے میری قوم کے لوگو، کیوں تم بھلائی سے پہلے بُرائی کے لیے جلدی مچاتے ہو! کیوں اللہ سے مغفرت نہیں طلب کرتے! کہ تم پر رحم کیا جائے؟ [سُوْرَۃُ النَّمْل مفہوم آیات ۴۵تا۴۶]

قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَعَكَ قَالَ طَائِرُكُمْ عِنْدَ اللهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ﴿۴۷﴾

اس خیر خواہی کے جواب میں قوم نے اپنے نبی کو جھٹلایا: ہم تو بستی میں یہ اختلاف و فساد سب تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی نحوست جانتے ہیں۔ صالحؑ نے کہا: تمھاری نحوست، تمھارا نصیبہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگوں کی آزمایش ہو رہی ہے۔

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿۴۸﴾ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۰﴾

اُس شہر میں [صالحؑ کی بستی میں] نو خاندان تھے جو زمین میں فساد پھیلاتے اور اصلاح نہ کرتے تھے۔ انھوں نے آپس میں اللہ کی قسم کھا کر قول و قرار کیا کہ ہم صالحؑ اور اس کے گھر والوں پر شب خون ماریں گے اور پھر اس کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم اس کے اہل کی ہلاکت کے موقع پر موجود نہ تھے، ہم بالکل سچے ہیں۔ پس اُنھوں نے اس بات پر ایکا کر لیا۔

یہ چال تو وہ چلے اور پھر ایک چال ہم نے اِن جھٹلانے والوں کو ہلاک کرنے کے لیے چلی اور انھیں کوئی خبر نہ تھی۔[سُوْرَۃُ النَّمْل ۴۸تا۵۰] فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۵۲﴾ وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿۵۳﴾ تو دیکھ لو کہ ان کی چال کا کیسا برا انجام ہوا۔ ہم نے اُن کو اور ان کی پوری قوم کو ہلاک کر دیا؛اُس ظلم کی پاداش میں جو وہ اپنی جانوں پر ڈھاتے تھے۔ آج اُن کے گھر ویران ہیں، خالی پڑے ہوئے ہیں۔صاحبانِ علم و دانش کے لیے اس سرگزشت میں بڑا سامانِ سبق و عبرت ہے۔ اور ہم نے اُن لوگوں کو بچا لیا جو ایمان لائے تھے اور اللہ سے ڈرتے ہوئے پرہیزگاری کی زندگی گزارتے تھے[سُوْرَۃُ النَّمْل ۵۱تا۵۳] ....

[دیکھیے کاروان ۴: ۲۴۳]

جھگڑنے والے دو گروہ؛فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ

اللہ نے جب کبھی بھی کسی قوم میں اپنے نبی کو بھیجا ہے یا کسی بھی اللہ کے مومن مسلم بندے نے نبیوں کے لائے ہوئے دینِ اسلام کا احیاء کرنا چاہا ہے تو ہمیشہ قوم دو فریقوں میں تقسیم ہو جاتی ہے ایک اُس کی دعوت کے ماننے والے اور دوسرے اُس کا انکار کرنے والے، دعوتِ حق کے ساتھ معاشروں میں جب وہ برپا ہو جائیں تو ایسا نہیں ہوتا کہ جو مان لے اُس کا بھی بھلا اور جو نہ مانے اُس کا بھی بھلا! یہ دعوت ہمیشہ ایک کش مکش برپا کرتی ہے یہ اِس کا خاصّہ ہے، اگر ایسا نہ ہو تو اُس کا حق ہو جانا مشتبہ ہے،اسی لیے فرمایا گیا کہ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ،سُوْرَۃُ النَّمْل: ﴿۴۵﴾، صالح علیہ السلام نے تو بس اتنی بات کہی کہ اللہ کی بندگی کو اختیار کرو کہ یکایک قوم دو گروہوں میں تقسیم ہو کر جھگڑنے لگی۔ ایسا اس لیے ہوا کہ کہنے والا جانتا ہے کہ کیا کہہ رہا ہے اور سننے والے جانتے تھے کہ کیا کہا جا رہا ہے، اللہ کی بندگی کا مطلب سارے جھوٹے خداؤں سے خلع حاصل کر لینا ہے، جہاں ہر شعبہ زندگی میں ایوان اقتدار میں حکم رانوں سے لے کر عبادت گاہوں میں احبار و رہبانوں تک سینکڑوں خدا بن بیٹھے ہوں وہاں ایک اللہ کی کبریائی کا دعویٰ اور صرف اسی کی بندگی کا مطالبہ بھڑوں کے چھتّے میں ہاتھ ڈالنے والی بات ہے۔

ہر بستی میں فساد پرور خاندان ہوتے ہیں

آیات مبارکہ میں ایک اور بات کہی گئی جو اگرچہ بڑی سخت تھی لیکن محمد ﷺ کی مخالفت پر درپے سرداروں پر بڑی فٹ آتی تھی اور ہر دور میں مصلحین کے کام میں روڑے اٹکانے والوں پر بھی، وہ بات یہ کہ: وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿سُوْرَةُ النَّمْل: ۴۸﴾ شہر میں [صالحؑ کی بستی میں] نو خاندان تھے جو زمین میں فساد پھیلاتے اور اصلاح نہ کرتے تھے۔ نبی ﷺ کی زبانِ مبارک نے اِن آیات کی تلاوت کی ہو گی اور قریش کے سرداروں نے اپنے آپ کو اور ساتھیوں کو پہچان لیا ہو گا۔ صالح علیہ السلام کے لیے قتل کی اِن نو بد معاش خاندانوں کی چالیں بالکل ویسی ہی تھیں جیسی نبی ﷺ کے لیے قریش کے بد قماشوں کی۔ وہ تو یہ ہوا کہ اگلے سال قتل کے بجائے معاشرتی و معاشی مقاطعے پر بات چلی گئی اور تین برس [۷، ۸ اور ۹] مقاطعہ جاری رہنے کے بعد اپنی موت آپ مر گیا، پھر وہی چالیں شروع ہو گئیں اور جس طرح اللہ نے صالح علیہ السلام کو بچایا تھا اپنے آخری نبیؐ کو بھی بچالیا۔

آٹھویں برس سُوْرَةُ الْقَمَر میں ثمود کا پھر تذکرہ

مقاطعے کے پہلے برس یعنی نبوت کے ساتویں سال ثمود کا قرآن کے نازل ہونے والے اجزا میں تذکرہ نہیں ملتا البتہ آٹھویں برس کے وسط میں نازل ہونے والی سُوْرَةُ الْقَمَر کی آیات (۵۴:۲۳ تا ۳۱) میں ثمود کا تذکرہ ہے یہ سورۃ، بااعتبارِ ترتیبِ نزولی ۷۸ ویں سورۃ ہے۔

یہ معرکہ آرا سورۃ شق القمر کو بیان کرتی ہے اور ساتھ ہی وہ مشہور مبارک جملہ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ اسی سورۃ کا ہے۔ اسی آہنگ میں قوم عاد اولیٰ اور عادِ ثانی کا بھی تذکرہ ہے جو دلوں کو چھو لیتا ہے۔ ثمود کے قصے میں جو چیز یہاں خاص طور پر منفرد بیان ہوئی ہے وہ یہ کہ منکرین کو اس پر بڑا تعجب تھا کہ ہمارے ہی درمیان سے ایک انسان کیوں کر ہمارے لیے قابلِ اطاعت ہو سکتا ہے، یہی وہ بنیادی وجہ تھی جو سرداران قریش کے لیے نبی ﷺ کی مخالفت کا باعث تھی کہ اگر وہ آپؐ کو اللہ کا پیغمبر تسلیم کر لیں تو لازماً آپؐ کو اپنا لیڈر اور فرماں روا تسلیم کرنا پڑے گا۔ اپنے مال و وسائل کے ساتھ اپنے خیالات پر بھی آپ کو حکم راں بنانا ہو گا۔ جس طرح ثمود کے

لوگ صالح علیہ السلام کو بے پر کی چھوڑنے والا اور شیخی باز [کَذَّابٌ أَشِرٌ] قرار دیتے تھے، اسی طرح یہ سردارانِ قریش بھی نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تضحیک میں لگے تھے اور جب بھی کوئی حقیقی دین کو یعنی دینِ خالص کو لے کر اُٹھے گا، اُس کو اہلِ اقتدار و جبہ دستار کی جانب سے اسی طرح کے روّیے سے سابقہ پیش آئے گا۔ بجائے اس کے کہ اِن بے ہودہ باتوں کا جواب دیا جاتا، قرآن اتنا کہہ کر خاموش ہو جاتا ہے کہ بر باد اور عذاب رسیدہ ثمود بھی ایسی ہی [فضول] باتیں کرتے تھے! ساتھ ہی یہ دھمکی بھی ہے کہ بہت جلد اِنھیں معلوم ہونے والا ہے کہ کون بے پر کی چھوڑنے والا اور کون شیخی باز ہے ، یعنی عذاب چھا جانے والی گھٹا کی مانند تُلا کھڑا ہے، ثمود کو دی گئی یہ دھمکی قریش کے سامنے دہرائی گئی تا کہ معلوم ہو جائے کہ اِن معاملات میں اللہ کی سنت کیا ہے اور تا قیامت پڑھا جانے والا قرآن رہتی دنیا تک سارے یادہ گو صاحبانِ اقتدار کو جو مؤمنین و صالحین کی راہ روکے کھڑے ہیں، یہی وارننگ دیتا ہے۔

سُوْرَۃُ الْقَمَر (۵۴: ۲۳ تا ۳۱)

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ﴿٢٣﴾ فَقَالُوٓا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُۥٓ إِنَّآ إِذًا لَّفِى ضَلَٰلٍ وَسُعُرٍ ﴿٢٤﴾ أَءُلْقِىَ ٱلذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ﴿٢٥﴾ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ ٱلْكَذَّابُ ٱلْأَشِرُ ﴿٢٦﴾

قومِ نوح علیہ السلام اور قومِ عاد کی طرح قومِ ثمود نے بھی ہمارے نبی کی تنبیہات کو ماننے سے انکار کیا اور کہنے لگے یہ نبوت کا دعوے دار ہمارے درمیان میں سے ایک اکیلا ہم ہی جیسا انسان ہے کیا اب ہم اس کے پیروکار بن جائیں؟ اگر ہم ایسا کریں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم گم راہ ہو گئے ہیں اور ہماری عقلیں ماری گئی ہیں ۔ کیا ہمارے درمیان بس یہی ایک شخص [صالح علیہ السلام] رہ گیا تھا جس کو اللہ اپنا نبی بناتا [یا جس پر اللہ پر اللہ کا ذکر نازل ہوتا]؟ ہر گز نہیں، بلکہ یہ تو بے پر کی چھوڑنے والا اور شیخی باز ہے۔ اُن کی اس پیہم ہرزہ سرائی پر ہم نے اپنے نبی سے کہا: بہت جلد، بلکہ کل ہی انھیں معلوم ہونے والا ہے کہ کون بے پر کی چھوڑنے والا اور کون شیخی باز ہے۔

إِنَّا مُرْسِلُوا۟ ٱلنَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَٱرْتَقِبْهُمْ وَٱصْطَبِرْ ﴿٢٧﴾ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ ٱلْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿٢٨﴾ فَنَادَوْا۟ صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِى وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾ إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَٰحِدَةً فَكَانُوا۟ كَهَشِيمِ ٱلْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾

ہم اونٹنی کو ان کے لیے آزمایش بنا کر بھیج رہے ہیں۔ اب ذرا اطمینان کے ساتھ اِن کا انجام دیکھو۔ ان کو صاف صاف بتا دو کہ اب پانی ان کے جانوروں اور اونٹنی کے درمیان ایک ایک دن باری باری تقسیم ہوگا اور ہر ایک اپنی باری پر پانی کی جگہ [حوض یا چشمہ] پر آئے۔ باری کی مصیبت سے تنگ آ کر لوگوں نے اپنے بدقماش غنڈے آدمی کو پکارا پس وہ بڑھا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ کر مار ڈالا۔ پس دیکھ لو میری تنبیہات کی صداقت اور عذاب کا عالم!!!

[فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ] ہم نے ان پر بس ایک ہی دھماکا کیا تو وہ باڑھ والے کھیت کی رَوندی ہوئی تباہ حال باڑھ کے چُورے کی طرح ہو کر رہ گئے، ہم نے اس قرآن کو نصیحت و ہدایت کے لیے بڑا ہی مناسب ذریعہ بنا دیا ہے، تو پھر ہے کوئی جو نصیحت قبول کرے؟ [وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ] ....سُوْرَةُ الْقَمَر مفہوم آیات ۲۳تا۳۱

گیارہویں برس وعیدوں کے ساتھ ثمود کے انجام سے انذار

یہ نبوت کا گیارہواں برس ہے، مکہ قبول ایمان کے لیے فی الوقت اب بنجر نظر آرہاہے، نبی ﷺ طائف جا کر بھی، پتھر مارنے والوں اور گالیاں دینے والوں کو دعائیں دے کر واپس ہو آئے ہیں، اگرچہ حالات کی سنگینی یہ ہے کہ اپنے شہر مولد، مکہ میں آپؐ اب مطعم بن عدی کی پناہ میں رہ رہے ہیں۔ اس سب کے باوجود اللہ کے وعدۂ نصرت پر اعتماد کی وجہ سے غلبۂ دین کے آثار کی جانب نظریں لگی ہیں کہ وہ کہاں سے ہویدا ہوں گے! گیارہواں برس بھی اب اپنے آخری ایام میں داخل ہو رہاہے اور وہ جلالی سورت؛ سُوْرَةُ هُوْد نازل ہو رہی ہے جس کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس [کی دہشت] نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ بااعتبارِ ترتیبِ نزولی یہ ۸۵ویں سورۃ ہے، جس میں ثمود کو پیدا کرنے اور ہلاک و برباد کرنے والی ہستی نے، رسولوں سے اعراض کرنے والی ناب کار قوم کا تذکرہ (۱۱: ۶۱تا۶۸) فرمایاہے۔

- صالح علیہ السلام کیا قریش سے مخاطب ہیں؟ سابق میں گزر جانے والے تذکروں سے منفرد بات جو صالح علیہ السلام کے اس تذکرے میں ہے وہ یہ ہے کہ نبی صالح علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے قوم کو اس انداز

سے جامع طور پر خطاب کیا جارہا ہے جیسا کہ ایک ایسی اولاد کو کیا جائے جو طویل عمر کی نصیحتوں سے نہ سمجھ پائی ہو، چہ عجب کہ سمجھ جائے۔ بظاہر الفاظ تو صالح علیہ السلام کی زبان سے صدہا، صدہا سال قبل ادا کیے گئے تھے مگر اُن کی تازگی ایسی تھی کہ ایک ایک لفظ قریش کے ساتھ موجودہ کش مکش پر صادق ہو رہا تھا۔ بات یہاں سے شروع ہوتی ہے وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ لیکن صالح علیہ السلام کا واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کی کش مکش پر یوں قدم بہ قدم منطبق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قصے کو بھی ہم یوں [وَإِلَىٰ قریش أَخَاهُمْ محمد قَالَ يَا قَوْمِ] شروع کر کے باقی تقریر بھی ان دو لفظی تبدیلیوں کے ساتھ ذہن میں مستحضر کریں تو ایک لفظ بھی دورِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم پر ناموزوں نہیں پائیں گے۔ قرآن کے سیرت النبی بیان کرنے کا یہ اعجاز ہے۔ اور قیامت تک راہِ عمل مہیا کرنے والی کتاب کا یہ حق بھی ہے کہ وہ دعوت دیتی ہے کہ آج بھی جسے تجدید واحیائے دین کا کام کرنا ہے اِسی طور کرے، یوں ہی ابنائے قوم کو پکارے اور بگڑی ہوئی قوموں نے جیسے جواب دیے تھے ویسے ہی جواب سننے کے لیے تیار رہے۔ دنیا میں جتنے بھی نبی آئے سب نے یہی ایک پکار پکاری: يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ اب تک جہاں جہاں صالح علیہ السلام کا واقعہ آیا تھا یہ پکار وارد نہیں ہوئی تھی، اس مرتبہ اِس کے آجانے سے اِس کی تکمیل ہوگئی، ہم دیکھیں گے کہ اگلے برس یعنی ۱۲ویں سال کے آخر میں جب آخری مرتبہ اللہ، رب العالمین صالح علیہ السلام کے تذکرے کا سُوْرَةُ الْاَعْرَاف میں اعادہ فرمائیں گے تو يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ کی گونج پھر سُنائی دے گی، یہ وہ مبارک گونج ہے، وہ مبارک صدا ہے، وہ مبارک پکار ہے جو نبیوں اور مصلحین و مجددین کی برپا کی ہوئی تحریکوں میں سُنائی دیتی ہے؛ آج یہ صدا کیوں سُنائی نہیں دے رہی؟ کاش کہ کائنات اس صدا سے گونج اُٹھے اور ملائکہ فوج در فوج اِسے سننے اور اس کو بلند کرنے والے کی مدد کے لیے آجائیں!!

- إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ: پکار بس یہ ہے کہ ایک اللہ کی ہی بندگی کرو، اُس کے علاوہ کسی اور کو معبود نہ جانو، اُسی سے دعائیں مانگو وہ سنتا ہے وہ قریب ہے اور تمھاری دعاؤں کو سنتا ہے إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ۔ نبیوں اور مصلحین کی یہ باتیں سن کر قوم کا یہی جواب ہوتا ہے کہ تم تو ہماری امیدوں کے مرکز تھے اور تم تو قوم کے مستقبل کا ستارا تھے [قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا] یہ کیا تم نے ایک نئی راگنی الاپی ہے!

- **اللہ کے نبی، نبوت سے قبل بھی شرک نہیں کرتے:** ایک اور اہم قابلِ تذکرہ بات جو اس سلسلہ بیان سے معلوم ہوئی، وہ یہ کہ اللہ کے نبی دینِ فطرت پر ہوتے ہیں اور پیدائش سے نبوت ملنے تک بھی کبھی شرک نہیں کرتے، قوم نے جب صالح علیہ السلام کو وہ باتیں کہیں تو انھوں نے یہی جواب دیا کہ تم کو مجھ سے نہ جانے کیا امیدیں تھیں میں نے تو کبھی تمھاری گمراہی کی تائید نہیں کی یَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّي وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللهِ إِنْ عَصَيْتُهُ؛ اے برادرانِ قوم! تم نے کچھ اس بات پر بھی غور کیا کہ میں تو اپنے رب کی عنایت سے بیّن نورِ فطرت پر تھا[شرک سے بے زار اور بہت دور] مزید میرے اوپر انعام یہ ہوا کہ مجھے میرے رب نے وحی اور نبوت کی رحمت سے نواز دیا، اِس کے بعد بھی اگر میں اُس کی نافرمانی کروں تو اللہ کی گرفت پر کون میری مدد کرے گا؟

- **اہلِ ایمان کی نجات اللہ پر واجب ہے:** سُوْرَةُ هُوْد اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اس میں سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَة کی مانند یہ بتایا گیا کہ ہم نے صالحؑ کے ساتھ اہلِ ایمان کو بھی عذاب سے نجات دی، یہ اللہ تعالیٰ کی قدیم نہ تبدیل ہونے والی سنت ہے کہ وہ معذوب قوموں میں سے اپنے فرماں بردار، حق کے علم برداروں کو بچالیا کرتا ہے۔ فرمایا گیا کہ: فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَّالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿٦٦﴾ پھر جب ہمارا حکم [عذاب کا وقتِ مقرر] ہو گیا اور عذاب آدھمکا تو ہم نے اپنی رحمتِ خاص سے صالحؑ اور اُس پر ایمان لانے والوں کو نجات دے دی اور اُس دن کی رُسوائی و بربادی سے ان کو بچا لیا۔ بلا شبہ تیرا رب ہی اصل قوی اور زبردست ہے۔ سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَة کے بیان میں اور یہاں کے بیان میں فرق یہ ہے کہ وہاں ایمان کے ساتھ تقوے کی شرط بھی مذکور تھی: وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ۔ یہاں ایک اور لطیف بات یہ مذکور ہے کہ وہ نبی کے ساتھی تھے، اپنے ایمان یا ضمیر کی گواہی کو اہلِ کفر کے خوف سے چھپائے ہوئے نہیں تھے۔

- **قومِ ثمود کا اللہ کی اونٹنی کو ہلاک کرنا:** صالح علیہ السلام کے اب تک نازل ہونے والے تذکروں میں سورہ ھود کا تذکرہ اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ یہ اونٹنی کے قصے کو نسبتاً زیادہ تفصیل سے بیان کرتا ہے اور جب قوم کے کمینے سرداروں نے اسے ہلاک کر دیا [یا کروا دیا] تو صالح علیہ السلام نے قوم کو تین دن زندگی کی مہلت پر عذاب آنے کی اطلاع دی: فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ

أَيَّامٍ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ﴿٦٥﴾ اس حرکت پر صالحؑ نے اُن کو بتایا کہ بس اب تین دن اپنی بستی میں اور مزے کر لو، یہ خالی خولی جھوٹی دھمکی نہیں ہے!

آیئے اب سورہ ھود کی آیات تفکر و تدبر کے ساتھ مطالعہ فرمائیں کہ شاید ہمارا رب ہم سے راضی ہو اور سیدھے راستے کی جانب رہ نمائی کرے!

سُوْرَةُ هُوْد (۱۱: ۶۱تا۶۸)

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ﴿٦١﴾ قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا أَتَنْهَانَا أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿٦٢﴾

اور قومِ ثمود کی جانب ہم نے اُنھی کی قوم کے ایک فرد صالحؑ کو نبی مقرر کیا۔ اُس نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ ہی کی بندگی کرو، جس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں ہے۔ اُسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اِس میں بسایا ہے۔ پس تم اللہ سے [اُس کو چھوڑ کر دوسرے معبودانِ باطل کی بندگی پر] معافی چاہو، پھر اسی کی طرف پلٹو، یقیناً میرا رب قریب بھی ہے اور دُعاوں کو قبول کرنے والا ہے۔ مفہوم آیت ۶۱

ثمود کی قوم [کے سرداروں] نے کہا اے صالحؑ، اس دعویٰ نبوت سے پہلے تو تیری شخصیت ہمارے درمیان امیدوں کا مرکز تھی، تجھے کیا ہو گیا؟ کیا تُو ہمیں اُن معبودوں کی عبادت سے روکنا چاہتا ہے جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں؟ جس چیز کی طرف تُو ہمیں بُلا رہا ہے اُس کے بارے میں ہم کو سخت تشویش و اضطراب ہے جس کے باعث ہم خلجان میں ہیں۔ مفہوم آیت ۶۲

قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً فَمَن يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ ﴿٦٣﴾ وَيَا قَوْمِ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ﴿٦٤﴾

صالحؑ نے اِن کے جھوٹ کو بیان کرتے ہوئے کہا: اے برادرانِ قوم! تم

نے کچھ اس بات پر بھی غور کیا کہ میں تو اپنے رب کی عنایت سے بیّن نورِ فطرت پر تھا [شرک سے بے زار اور بہت دور] مزید میرے اوپر انعام یہ ہوا کہ مجھے میرے رب نے وحی اور نبوت کی رحمت سے نواز دیا، تو اب اِس کے بعد بھی اگر میں اُس کی نافرمانی کروں تو اللہ کی گرفت پر کون میری مدد کرے گا؟ تم سوائے مجھے اَور زیادہ خسارے میں ڈالنے کے کیا کر سکو گے؟ مفہوم آیت ۶۳

[قوم کا صالحؑ سے پیہم معجزہ دکھانے کا مطالبہ تھا کہ پہاڑ شق ہو اور ایک اونٹنی نکل آئے، جب اللہ نے یہ دکھا دیا تو صالحؑ نے کہا:] اے میری قوم کے لوگو! دیکھو یہ اللہ کی اونٹنی تمھارے لیے ایک نشانی ہے۔ اِسے اللہ کی زمین میں کھانے پینے کے لیے آزاد گھومنے دو [تم پر اونٹنی کے چارے وغیرہ کی ذمہ داری نہیں ہے] اِس کو بُرے ارادے [ارادۂ قتل] سے چھونا تک نہیں ورنہ بلا تاخیر اللہ کا عذاب تمھیں آ پکڑے گا۔

فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿٦٦﴾ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٦٧﴾ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ ﴿٦٨﴾

مگر انھوں نے اُونٹنی کو مارنے کے لیے اُس کی کونچیں کاٹ دیں۔ اس حرکت پر صالحؑ نے اُن کو بتایا کہ بس اب تین دن اپنی بستی میں اور مزے کر لو، یہ خالی خولی جھوٹی دھمکی نہیں ہے! مفہوم آیات ۶۴تا۶۵

پھر جب ہمارا حکم [عذاب کا وقتِ مقرر] ہو گیا اور عذاب آ دھمکا تو ہم نے اپنی رحمتِ خاص سے صالحؑ اور اُس پر ایمان لانے والوں کو نجات دے دی اور اُس دن کی رُسوائی و بربادی سے ان کو بچا لیا۔ بلا شبہ تیرا رب ہی اصل قوی اور زبردست ہے۔ اور ثمود کے مشرک ظالم لوگوں کو ایک کڑک دار دھماکے نے آن لیا [اور اِن کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے] اور وہ اپنی بستیوں میں آنِ واحد میں اس طرح اوندھے پڑے رہ گئے کہ گویا وہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ سُنو! ثمود نے اپنے رب سے انکار و ناشکری پر اصرار کیا۔ سُنو! [اے اہلِ مکہ] ثمود دُور اُٹھا کر پھینک دیے گئے، مٹا دیے

گئے! [سُوْرَۃُ هُوْد مفہوم آیات ۶۶تا۶۸]......... ....کاروانِ نبوت جلد پنجم صفحات ۲۸۲-۲۸۴

بارہویں برس میں أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ کے واقعات

بارہویں برس میں روح الامین کو اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ ایسے قرآنی اجزا کے ساتھ بھیجا جن میں صالح علیہ السلام کا تذکرہ تھا، پہلی مرتبہ سُوْرَۃُ الْحِجْر میں اور دوسری مرتبہ سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف میں۔

سُوْرَۃُ الْحِجْر بارہویں برس کے اوائل میں نازل ہوئی، مصحف میں ۱۵ویں نمبر پر درج یہ سورۃ ترتیبِ نزولی میں ۸۸ویں شمار پر ہے، اِس میں ثمود کا تذکرہ آیات ۸۰ تا ۸۴ میں مذکور ہے۔

جو عجیب بات اس کے مختصر سے تذکرے میں ہے وہ یہ کہ اس میں کہیں بھی ثمود یا صالح علیہ السلام کا نام نہیں لیا گیا ہے بلکہ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ کہا گیا ہے ۔تاہم اس بات کی تصدیق کہ یہ ثمود ہی کے لیے ہے اس طرح ہوتی ہے کہ جس طرح سُوْرَۃُ الشُّعَرَآءِ میں ثمود کے لیے کہا گیا تھا کہ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ، یہاں کہا گیا کہ وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ اور اِن دونوں ہی کی مانند کچھ ماہ بعد نازل ہونے والی سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف میں ثمود کے لیے کہا گیا ہے: وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا۔

سُوْرَۃُ الْحِجْر آیات ۸۰ تا ۸۴

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ﴿۸۰﴾ وَآتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ ﴿۸۲﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ﴿۸۳﴾ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۸۴﴾

اور حجر والوں نے بھی [دعوتِ توحید کا علم اُٹھائے] رسُولوں کو جھٹلایا تھا۔ رسولوں نے اُن کو نشانیاں بھی دکھائیں جو ہم نے اُن کی صداقت پر شہادت کے لیے عطا کی تھیں۔ مگر وہ منکرین، سب کو نظر انداز ہی کرتے رہے وہ پہاڑوں کو تراش کر اُن میں عالی شان مکانات بناتے تھے اور اپنی جگہ [اللہ کی پکڑ سے] بالکل بے خوف اور مطمئن تھے۔ آخر کار ایک صبح زبردست دھماکے نے اُن کو آلیا اور جو کچھ اُنھوں نے کمایا تھا کچھ کام نہ آیا۔ مفہوم آیات سُوْرَۃُ الْحِجْر: ۸۰تا۸۴ ....[دیکھیے کاروان ۴: ۲۴۳]

نبوت کے تیرہویں برس کے آغاز میں نازل ہونے والی سُوْرَۃُ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیل میں قومِ ثمود کا سرسری سا تذکرہ یوں آیا:

وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُّرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿۵۹﴾ ہم کو نشانیاں[معجزات] دکھانے سے مانع اصل بات یہ ہے کہ اِن سے پہلے کے منکرین نشانیاں دیکھ کر ایمان لانے کے بجائے اُن کو جھٹلاتے رہے ہیں،

جیسا کہ ثمود ہی کے معاملے کو دیکھو، ہم نے اُنھیں ایک اُونٹنی کی نشانی دکھائی مگر انھوں نے اُس پر ظلم کر کے درحقیقت اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ ہم تو نشانیاں اس لیے بھیجتے ہیں کہ لوگ انھیں دیکھ کر ڈریں!...... ....[مفہوم آیہ ۵۹ سُوْرَۃُ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیل]

سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف قرآن مجید کی ساتویں سورۃ ہے جس میں صالح علیہ السلام [یا قومِ ثمود] کا پہلی مرتبہ ذکر ہوا ہے۔ اگرچہ اپنی نزولی ترتیب میں یہ سب سے آخری تذکرہ ہے، جو نبوت کے ۱۳ویں برس کے وسط میں نازل ہوا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے اگلے تمام برسوں میں نازل ہونے والی سورتوں میں صالح علیہ السلام کا پھر ذکر نہیں آیا۔ لیکن ترتیب سے تلاوت میں سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف میں یہ پورے قرآن میں سب سے پہلے نظر آتا ہے یا یوں سمجھیے کہ رمضان کی تراویح میں حافظ صاحب سے دورانِ تلاوت، پہلی مرتبہ صالح علیہ السلام کا نامِ نامی سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف کی تلاوت کے درمیان سننے کو ملتا ہے۔ بارہویں برس کے اختتام پر یہ نازل ہوئی، بااعتبارِ ترتیبِ نزولی، یہ ۹۰ ویں سورۃ ہے۔ ثمود کا تذکرہ آیات ۷۳تا۷۹ میں ہے۔

سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف میں مذکور، صالح علیہ السلام کا یہ آخری تذکرہ پوری دعوت کو اپنے اندر سمونے کے ساتھ منکرین کی نفسیات سے بھی تعرض کرتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ آج کے زمانے میں بھی دعوت کے اصولوں کو اور منکرین و مخالفین کے رویّوں کو زیرِ بحث لاتا ہے، تاکہ تجدیدِ و احیائے دین کے لیے اُٹھنے والے اپنے لیے ایک راہِ عمل road map منتخب کر سکیں۔

- بلا استثنا تمام انبیاء کا ایک ہی نعرہ، یَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ: بالکل پہلی بات یہ کہ بلا استثنا تمام انبیاء کا ایک ہی نعرہ، ایک ہی سلوگن ہے، وہ سب کے سب ایک ہی صدا بلند کرتے ہیں،

صالح علیہ السلام کی دعوت میں جس کا سُوْرَۃُ ھُوْد میں بھی تذکرہ گزر چکا ہے، یہاں بھی اس کو دہرایا گیا ہے کہ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اے میری قوم، اللہ ہی کی بندگی کرو، اس کے سِوا تمھارا کوئی خالق، حاکم و معبود نہیں ہے۔ جب بھی غیر مسلموں کو دعوت دی جائے یا بگڑے ہوئے مسلمانوں کی اصلاح کے لیے کھڑا ہوا جائے، بس یہی ایک پیغام ہے، دعوت کا یہی ایک فلسفہ و محور ہے۔

- فساد فی الارض ایک ایسا جرم ہے جس پر قوموں سے امامت چھین لی جاتی ہے: قرآن کا یہ مقام ہمیں بتاتا ہے کہ عادِ اولیٰ کو شرک و طغیان کی بنا پر ہلاک کرنے کے بعد اللہ نے ثمود کو عادِ ثانی بنایا اور اُن کی جگہ اِن کو سرزمین میں خلیفہ بنایا، تمکنت و قیادت عطا کی: وَاذْكُرُوْا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ یاد کرو، جب اللہ نے قومِ عاد [کی تباہی] کے بعد تمھیں سرزمین میں اُس کے اقتدار کا جانشین بنایا۔ اس سے اگلی گفتگو میں کہا گیا کہ اس خلافت کی شکر گزاری کا تقاضا یہ تھا کہ تم زمین میں فساد نہ پھیلاؤ [فَاذْكُرُوْا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ پس اس کی شان کے اِن مظاہر کو پیش نظر رکھو اور زمین کو ظلم و فساد سے نہ بھرو]۔ اگر ہم مسلمان اپنی تاریخ پر غور کریں تو یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ جب تک مسلمان زمین پر امن و سلامتی کے موجب رہے اللہ نے اُن کو باوجود گناہوں کے معاف کیا اور اُن کے اقتدار و خلافت کو برقرار رکھا مگر جب وہ زمین پر فساد کا موجب بن گئے تو وہ شرق تا غرب غیروں کے غلام بنا دیے گئے۔
- استکبار کے مارے اہل الملاء ایمان کی دعوت قبول نہیں کرتے: دعوت و تحریک کا ایک لازمی خاصّہ جو اِن آیاتِ مبارکہ سے ظاہر و عیاں ہے وہ یہ کہ وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں معاشرے کی باگ ڈور ہوتی ہے، جو اہل الملاء ہیں، وہ استکبار کے مارے ہوتے ہیں اور ایمان لا کر نہیں دیتے، جیسا کہ مکہ میں ہوا، ایسا ہی صالح علیہ السلام کے دور میں ہوا تھا، اِن کے مقابلے میں جو ضعفاء تھے، جن کی معاشرے کے معاملات میں کوئی حیثیت نہیں تھی، وہ ایمان لے آئے کیوں کہ وہاں بڑائی کا تکبر نہیں تھا جس کا ایمان کے ذریعے ضائع ہو جانے پر نفس کو دھوکا ہو۔ اِن دونوں گروہوں کے درمیان ایک مکالمہ ہے جو بڑا فکر انگیز ہے اور مجدّدِین اور مصلحین کے

لیے اس میں بڑی نصیحت ہے: قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿٧٥﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ﴿سُوْرَةُ الْأَعْرَاف :٧٦﴾ صالح علیہ السلام کی قوم کے گھمنڈ کے مارے مقتدر متکبرین نے، غریب کمزور عوام میں سے ایمان لانے والوں سے کہا کہ کیا تم واقعی یہ سمجھتے ہو کہ صالحؑ اپنے رب کا پیغمبر ہے؟ انھوں نے کہا کہ بے شک ہم تو اس پیغام پر ایمان رکھتے ہیں جس کے ساتھ وہ مبعوث ہوا ہے۔ اُن بڑائی کے گھمنڈیوں نے کہا کہ لیکن جس چیز کو تم نے مانا ہے ہم اس کو نہیں مانتے!

- **ہر دور میں متکبرین شعائر اللہ کا مذاق اُڑاتے ہیں:** ہر دور میں متکبرین کی ایک عادت ہوتی ہے کہ عوام کالانعام پر اپنے رعب کو جتانے کے لیے اللہ کا، فرشتوں کا اور جنّت و جہنم کا مذاق اُڑاتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ اگر یہ سچا نبی ہوتا اور سچ مچ کوئی اللہ ہوتا تو ہمارے منہ سے اُن کی شان میں یہ بکواس کیوں نکل سکتی۔ وہ نبیوں سے اور ڈرانے والے مصلحین سے کہتے ہیں کہ بھائی لے آؤ نا وہ عذاب جس کا تم اتنا شور مچاتے ہو! ایسی ہی باتیں مشرکین مکہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی تھیں اور ایسی ہی ثمود کے اہل الملاء نے صالح علیہ السلام سے کی تھیں: وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا بولے کہ اے صالحؑ، اگر تُو واقعی اللہ کا نبی ہے تو بس اب وہ عذاب لے آ جس کی دھمکی دیتا ہے۔
- **اللہ کے عذاب پر داعی آزردہ نہیں ہوتا:** آخری اور منفرد بات جو اس سے پہلے ثمود کا تذکرہ کرنے والے نازل شدہ قرآنی اجزا میں مذکور [report] نہیں ہوئی وہ یہ کہ جب قوموں پر دعوت کو ٹھکرانے کی پاداش میں اللہ کا عذاب آتا ہے تو نبی اور مؤمنین اپنی قوم پر نازل ہونے والے عذاب پر افسوس نہیں کرتے بلکہ اللہ کے دشمنوں سے منہ پھیر لیتے ہیں: فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لَا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ ۔اور صالحؑ یہ کہتا ہوا عذاب رسیدہ بستی سے منہ موڑ کر نکل گیا، اے میری قوم کے لوگو، میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تمھیں پہنچا یا اور تمھاری بہت خیر خواہی کی، لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔ سُوْرَةُ الْأَعْرَاف کی صالح اور ثمود کا ذکر کرنے والی آیات کا تعارف مکمل ہوا، آیئے! اِن کی تلاوت کرتے ہیں:

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا
اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ
مِّن رَّبِّكُمْ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا
تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۷۳﴾ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ
خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ
تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ
الْجِبَالَ بُيُوتًا فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي
الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ
اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ
آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّن
رَّبِّهِ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿۷۵﴾
قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم بِهِ
كَافِرُونَ ﴿۷۶﴾

اور قومِ ثمود کی طرف ہم نے اُن کے بھائی[اُن ہی کی قوم سے] صالحؑ کو بھیجا۔اُس نے انھیں پکارا کہ اے میری قوم،اللہ ہی کی بندگی کرو،اس کے سِوا تمھارا کوئی خالق،حاکم و معبود نہیں ہے۔ یہ اللہ کی اُونٹنی [اللہ کے رسول صالحؑ کی رسالت اوراُن کے پیغام کی سچائی پر] تمھارے لیے ایک دلیل ہے،اب جب کہ تمھارے پاس تمھارے رب کی جانب سے یہ واضح نشانی آگئی ہے، لہٰذا اِسے چھوڑو کہ یہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے، اس کو کسی بُرے ارادے سے ہاتھ بھی مت لگانا، ورنہ تم کوایک دردناک عذاب آ پکڑے گا۔[سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف مفہوم آیت ۷۳]

یاد کرو، جب اللہ نے قومِ عاد[کی تباہی] کے بعد تمھیں سرزمین میں اُس کے اقتدار کا جانشین بنایا اور تم کو زمین میں ایسا مقام و مرتبہ بخشا کہ تم آج اُس کی وادیوں میں عالی شان محل تعمیر کرتے اور پہاڑوں کو تراش کر مکانات بناتے ہو۔ پس اس کی شان کے اِن مظاہر کو پیش نظر رکھو اور زمین کو ظلم و فساد [شرک و عصیان] سے نہ بھرو۔ صالحؑ کی قوم کے گھمنڈ کے مارے مقتدر متکبرین نے، غریب کمزور عوام میں سے ایمان لانے والوں سے کہا کہ کیا تم واقعی یہ سمجھتے ہو کہ صالحؑ اپنے رب کا پیغمبر ہے؟ انھوں نے کہا کہ بے شک ہم تو اس پیغام پر ایمان رکھتے ہیں جس کے ساتھ وہ مبعوث ہوا ہے۔ اُن بڑائی کے گھمنڈیوں نے کہا کہ لیکن جس چیز کو تم نے مانا ہے ہم اس کو نہیں مانتے![سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف مفہوم آیات ۷۴تا۷۶]

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ
وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ
مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٧٧﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ
فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٧٨﴾ فَتَوَلَّىٰ
عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ
رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَٰكِنْ لَا تُحِبُّونَ
النَّاصِحِينَ ﴿٧٩﴾

[سردارانِ قوم تکبر و تغیان میں بہت آگے نکل گئے]اور انھوں نے اس اُونٹنی کو مار ڈالا، اور اپنے رب کے حکم کے مقابلے میں سرکشی و بغاوت دکھائی اور بولے کہ اے صالحؑ، اگر تُو واقعی اللہ کا نبی ہے تو بس اب وہ عذاب لے آ جس کی دھمکی دیتا ہے۔[چناں چہ اللہ کا غضب و غصہ بھڑک اُٹھا اور] ایک پیہم کپکپا نے والی آفت نے انھیں یوں آلیا کہ بس وہ اپنے گھروں میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔ اور صالحؑ [اپنے اہلِ ایمان ساتھیوں کے ساتھ] عذاب رسیدہ بستی سے منہ موڑ کر یہ کہتا ہوا نکل گیا اے میری قوم کے لوگو، میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تمھیں پہنچایا اور تمھاری بہت خیر خواہی کی، لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔ [سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف مفہوم آیات ۷۷تا۷۹]

☆☆☆☆☆